یہ صفحہ اپنے احباب کو ای میل کریں

امریکیوں میں سیاسی شعور نہیں ہے

امریکا میں اطلاعاتی ٹیکنالوجی کے ممتاز پاکستانی ماہر، عمران انور سے گفتگو

انٹرویو: عمران یعقوب

س......آپ کتنے عرصے سے امریکا میں مقیم ہیں؟

ج......میں جنوری 89ء میں تعلیم حاصل کرنے کے سلسلے میں امریکا گیا تھا۔ بعد میں اسکالرشپ پر ایم بی اے کرنے کے لئے گیا اور اس وقت سے وہیں ہوں، اب مجھے وہاں رہتے ہوئے تقریباً 13 سال ہوگئے ہیں۔

س......اس عرصے میں امریکا میں کئی حکومتیں تبدیل ہوئیں، کون سی حکومت کے اقدامات مسلمانوں کے حوالے سے آپ کو اچھے لگے؟

ج......میرے وہاں جانے کے بعد جارج بش سینئر کی حکومت رہی، پھر کلنٹن آئے اور آٹھ سال صدر رہے اور اب جارج ڈبلیو بش ہیں۔ وہاں مسلمان خصوصاً پاکستانی ہر دور میں پیچھے ہی رہے۔ سیاسی حوالے سے معاشی اور معاشرتی حوالے سے اور ذرائع ابلاغ کے حوالے سے بھی۔ حتیٰ کہ سیاسی طور پر اپنا اثر ورسوخ استعمال کرنے میں بھی وہ پیچھے رہے۔ حالاں کہ امریکا میں 70/60 لاکھ مسلمان رہتے ہیں، لیکن یہودی جو 15/10 لاکھ ہیں، وہ ہم سے ایک سوگنا زیادہ بااثر ہیں۔ کانگریس، حکومت اور ذرائع ابلاغ سمیت ہر اہم شعبے میں ان کا اثر ہے۔

س......اس کی وجوہات کیا ہیں؟ کیا زیادہ تر پاکستانی وہاں غیر قانونی طور پر مقیم ہیں یا ان کا آپس میں رابطہ کم ہے، یا پھر یہ وہاں گھلتے ملتے نہیں؟

ج......پاکستانیوں کی امیگریشن وہاں 70ء کی دہائی میں شروع ہوئی تھی۔ یہودی وہاں اس سے بہت پہلے 40ء کی دہائی میں آباد تھے، پھر یہ کہ یہودی جب وہاں آکر آباد ہوئے تو ان میں امراء کی تعداد زیادہ تھی۔ جرمنی سے بھی بہت مال دار لوگ امریکا جاکر آباد ہوئے، لیکن ہمارا جو طبقہ وہاں گیا، خاص طور پر 1970ء کی دہائی میں، وہ پیسا کمانے کے لئے وہاں گیا۔ ان میں غریبوں کی تعداد زیادہ تھی۔ وہاں مقیم زیادہ تر پاکستانی کم تن خواہ والے اور غیر مؤثر ہیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ یہودیوں نے اپنی پہچان برقرار رکھی۔ مثال کے طور پر وہاں اگر آپ کسی اطالوی امریکی سے پوچھیں گے کہ آپ کون ہیں تو وہ آپ سے کہے گا کہ میں اطالوی امریکی یا امریکی ہوں، لیکن یہی سوال اگر آپ کسی یہودی سے پوچھیں گے تو وہ فوراً اس کا جواب یہ دے گا کہ میں یہودی ہوں۔ ہم لوگ جب وہاں جاتے ہیں تو سب سے پہلے تو گرین کارڈ حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اس لئے بھی لو پروفائل میں رہتے ہیں۔ دوسری بات یہ کہ ہماری انگریزی بہت کم زور ہوتی ہے۔ حالاں کہ 15، 20 سال قبل پاکستان کے لوگ اچھی بھلی انگریزی بولتے تھے، لیکن جنرل ضیاء نے یہاں اردو کو انگریزی کی قیمت پر ترقی دی۔ اگر یہ نہ کیا جاتا تو ہمارے لوگ وہاں گیس اسٹیشن پر گاڑیوں میں گیس ڈالنے کی بجائے کوئی اچھا کام بھی کر سکتے تھے۔ تیسری بات یہ کہ ہماری کمیونٹی انفرادی اور اجتماعی طور پر اس بات کی قائل ہو چکی ہے کہ ہم کوئی تبدیلی نہیں لا سکتے، لیکن وہاں ہر یہودی کی سوچ یہ ہے کہ میں تبدیلی لا سکتا ہوں۔ سب سے بڑا فرق یہ ہے۔

س......اس کو کیسے تبدیل کیا جائے؟ پچھلے دنوں امریکی وزیر دفاع کا یہ بیان آیا تھا کہ مسلمان جہاں بھی جاتے ہیں معاشرے میں گھلتے ملتے نہیں، بلکہ اپنا ایک الگ حلقہ بنا لیتے ہیں اور یہ لوگ امریکا کو اپنا وطن نہیں سمجھتے؟

ج......ایک حد تک تو یہ بات ٹھیک ہے، لیکن کسی بھی معاشرے میں بسنے کے دو طریقے ہوتے ہیں۔ ایک تو یہ کہ آپ اس معاشرے کی ہر چیز کو اپنا لیں، مثلاً آپ کی بیٹیاں اسکرٹ پہنیں اور بیٹے کلبوں میں جائیں وغیرہ وغیرہ، لیکن ہم ایسا نہیں کر سکتے، کیوں کہ ہم لوگوں کی سوچ یہ ہے کہ اگر ہم اس معاشرے کا حصہ بنے تو ہمیں ان کی روایات اپنانا پڑیں گی۔ اس کے علاوہ وہاں یہ بات ہے کہ جو پروفیشنل نہیں ہیں وہ زیادہ تر ایسے علاقوں میں رہتے ہیں جو زیادہ مہنگے نہ ہوں۔ اس کے علاوہ جن لوگوں کو زیادہ انگریزی نہیں آتی، وہ بھی وہیں پر آجاتے ہیں، کیوں کہ اپنے لوگوں میں وہ اپنے آپ کو محفوظ تصور کرتے ہیں۔ اس طرح سے غیر ارادی اور غیر محسوس طور پر ایک حلقہ سا بن جاتا ہے۔ اس سلسلے میں، میں یہ کہوں گا کہ اس میں غلطی امریکی حکومت اور معاشرے کی بھی ہے۔ کچھ عرصہ قبل ایک امریکی نیوز چینل پر ایک انٹرویو نشر ہوا۔ وہ لوگ روزانہ مسلمانوں کو کسی نہ کسی وجہ سے ٹارگٹ کرتے رہتے ہیں۔ مثلاً یہ کہ مسلمان دہشت گردی کے خلاف نہیں بولتے۔ اس کا مطلب وہ یہ لیتے ہیں کہ تمام مسلمان دہشت گردی کے حق میں ہیں اور مسلمان امریکا کو اپنا گھر نہیں سمجھتے، وغیرہ وغیرہ۔ تو میں

نے ان کو یہ مثال دی کہ دیکھیں نیویارک میں تقریباً 10 لاکھ مسلمان ہیں۔ جتنے یہودی ہیں تقریباً اتنے ہی مسلمان ہیں، لیکن آپ ٹی وی کے پروگرام دیکھیں تو ہر پروگرام میں کم از کم تین کردار یہودی ہوں گے۔ کہیں کسی پروگرام میں کوئی ٹیکسی والا بھارتی دکھادیں گے، وہ بھی مذاق اڑانے کے انداز میں اور غلط سی انگریزی بولتا ہوا اسٹیریو ٹائپ کا کردار۔ دوسری مثال میں یہ دیتا ہوں کہ آپ ان کا کوئی ٹاک شو دیکھیں مثلاً لیری کنگ کا پروگرام۔ کوئی مسلمان اور پاکستانی بھی یہ کرسکتا ہے، لیکن اس میں آپ کو زیادہ تر یہودی ہی نظر آئیں گے۔ وہ لوگ صحافت اور ذرائع ابلاغ پر چھائے ہوئے ہیں۔ تیسری بات یہ ہے کہ ہم لوگ اپنے آپ کو نمایاں یا ظاہر نہیں کرتے۔ اسٹار ٹریک پروگرام ہی دیکھ لیں۔ اس میں آج سے دو ہزار سال بعد کی چیزیں دکھائی جارہی ہیں۔ اس میں کالے بھی ہیں، گورے بھی ہیں۔ مشینیں ہیں جن کے دل میں درد ہو رہا ہے۔ ایک شخص آدھا انسان اور آدھا بھیڑیا ہے، لیکن اس میں آپ کو پاکستانی،

مسلمان، عرب، حتیٰ کہ بھارتی بھی نظر نہیں آئیں گے۔ ہم لوگ وہاں اتنی بڑی تعداد میں ہیں اور اگر بھارتیوں کو بھی شامل کرلیں تو آبادی کا پانچواں حصہ ہیں، لیکن ہمیں انہوں نے بالکل علیحدہ کردیا۔ وہاں پر جن لوگوں نے اپنا سیاسی مقام بنایا ہے مثلاً افریقی امریکن، انہوں نے محنت کی ہے۔ ہمارے لوگ یہ سوچتے ہیں کہ اگر ہم نے ایک مرتبہ ذرائع ابلاغ کا دروازہ کھٹکھٹایا اور کامیابی نہیں ملی تو ہم ناکام ہوگئے اس لئے یہ کام چھوڑ دو۔

س...... آپ کا کہنا ہے کہ وہاں پر امتیاز برتا جاتا ہے؟

ج...... نسلی تعصب تو ہر معاشرے میں ہوتا ہے۔ آپ اپنی مثال ہی لے لیں۔ ہم یہاں شادی کے لئے دلہن کیسی پسند کرتے ہیں اور اس کا رنگ کیسا دیکھنا چاہتے ہیں۔ پھر فرقہ وارانہ فسادات اور کراچی میں مہاجر سندھی جھگڑے ہم پر بھارت یا یہودی تو حملہ نہیں کررہا، ہم تو خود اپنے آپ پر حملے کررہے ہیں۔ نسلی تعصب انسانی فطرت کا حصہ ہے اور اس کو منفی لفظ نہیں سمجھنا چاہئے بلکہ یہ تو ایک مثبت لفظ ہے۔

س...... اس ضمن میں ایک تو انسانی حوالے سے تعصب ہے، لیکن دوسری بات یہ ہے کہ امریکی قوانین کیا کہتے ہیں؟ کیا ان میں بھی کوئی امتیاز ہے؟

ج...... نہیں۔ امریکی قوانین اس حوالے سے بہت سخت ہیں اور اس طرح کے مسائل پاکستانی وکیل نہیں بلکہ یہودی وکیل اٹھاتے ہیں اور ہمارے حق کے لئے لڑتے ہیں۔

س...... کیا وہاں پاکستانی وکیل نہیں ہیں؟

ج...... ہیں، لیکن زیادہ تر امیگریشن کے شعبے میں ہیں۔

س...... ایک عام تاثر ہے کہ 11 ستمبر کے واقعے کے بعد مسلمانوں کو وہاں خاص طرح کے مسائل کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے۔ آپ کی رائے کیا ہے؟

ج...... ذاتی طور پر کبھی بھی مجھے وہاں نسلی تعصب کا سامنا نہیں کرنا پڑا۔ مجھ میں سرخاب کا پر نہیں لگا ہوا ہے۔ امریکا کی ایک خوبی ہے کہ وہ آپ کو موقع دیتا ہے کہ آپ جو بننا چاہتے ہیں بن جائیں۔ میرا تعلق وہاں کی ایک سافٹ ویئر کمپنی سے ہے جس میں 18 ہزار لوگ کام کرتے ہیں۔ ایک صاحب آٹھ سال کی عمر میں چین سے آئے۔ انہوں نے یہ کمپنی قائم کی اور اس کمپنی کا چیف ایگزیکٹو آفیسر 14 سال کی عمر میں سری لنکا سے آیا۔ ایک چینی اور ایک سری لنکن

نے 18 ہزار لوگوں کو روزگار فراہم کیا، لیکن کسی نے یہ نہیں کہا کہ ہم چینی باشندے سے سافٹ ویئر نہیں خریدیں گے۔ جس کمپنی کا میں چیف ایگزیکٹو آفیسر تھا، وہ بھی اب اس کمپنی کا حصہ بن چکی ہے۔ میں ایک پاکستانی مسلمان اور امریکی شہری بننے سے پہلے امریکا کے انتہائی حساس وفاقی اداروں میں مختلف طرح کی پریزینٹیشن دے چکا ہوں، لیکن مجھ سے تو کسی نے نہیں کہا کہ آپ کے پاس سکیورٹی کلیئرنس نہیں ہے یا آپ مسلمان ہیں۔ گیارہ ستمبر کے بعد نسلی تعصب بڑھا ہے، لیکن اتنا نہیں کہ آپ کا راستہ روک سکے۔ ویسے بھی ہر معاشرے میں تقریباً پانچ فیصد نسلی تعصب تو ہوتا ہی ہے۔ گیارہ ستمبر کے حوالے سے یہ دیکھیں کہ جب مبینہ طور پر 19 ہائی جیکر مسلمان ہوں اور پھر مسلمان گروپ ہی اس واقعے پر خوشی کا اظہار کر رہے ہوں اور ایک بھی مسلمان کھڑا ہو کر یہ نہ کہے کہ امریکی بھائیو! ہم آپ کے بھائی ہیں۔ ہم آپ کی طرح جینز پہننے کی کوشش کرتے ہیں۔ ہم آپ کا جھنڈا جلانے کے بعد امریکی قونصلیٹ کے باہر ویزا لگوانے کے لئے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ ہم آپ کی روایات کو پسند کرتے ہیں۔ آپ تو ووٹ نہیں ڈالتے لیکن ہم تو جمہوریت کے لئے گولیاں کھا چکے ہیں اور ہمارے اوپر آپ نے مختلف ادوار میں جرنیل مسلط کیے۔ ہم آپ کے دشمن نہیں ہیں۔ ہم آپ کی مشرق وسطی کی پالیسی کے خلاف ہیں، لیکن اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ ہماری کوئی مذہبی لڑائی ہے تو اس کا کچھ تو اثر پڑتا ہے۔ یہ سب بتانا کسی یہودی کی ذمے داری نہیں ہے۔ ہمارے لئے شرم کی بات یہ ہے کہ پورے امریکا میں ایک بھی میڈیا کمپنی ایسی نہیں ہے جو کسی مسلمان کی ہو یا کسی مسلمان نے اس کو کبھی خریدنے کی کوشش کی ہو چاہے وہ عرب شیخ ہو یا کوئی اور۔

س.....کیا وجہ ہے کہ مسلمان ذرائع ابلاغ کی طرف نہیں آتے؟

ج.....دراصل یہ ذرا مشکل کام ہے۔ نیو یارک میں تین بڑے اخبار ہیں۔ نیو یارک ٹائمز کا مالک یہودی خاندان ہے، دوسرا ڈیلی نیوز اور تیسرا نیو یارک پوسٹ ہے۔ نیو یارک ٹائمز تو بہت امیر اخبار ہے۔ پچھلے دس سال میں ڈیلی نیوز اور نیو یارک پوسٹ کے مالکان نے الگ الگ موقعوں پر اخبار بیچنے کا اعلان کیا اور جس کسی کے پاس بھی پیسے ہوتے وہ انہیں خرید سکتا تھا، لیکن کسی مسلمان یا عرب شیخ نے انہیں خریدنے کی کوشش ہی نہیں کی۔ مسلمانوں کے وہاں بڑے بڑے بینکوں میں حصص ہیں۔ ایک دو مسلمان ٹھپ کمپنیوں میں پیسے لگا چکے ہیں۔ اس کے علاوہ بعض مسلمان کیسینو کے اڈوں کے مالک ہیں۔ ہوٹلوں اور جائیداد ان سب چیزوں کے لئے ہمارے پاس پیسا ہے۔ اگر کوئی یہ کہے کہ ہم نے خریدنے کی کوشش کی لیکن انہوں نے ہمارے ہاتھ اسے فروخت ہی نہیں کیا۔ انہوں نے ہمیں نہیں بیچا تو یہ بات غلط ہوگی، کیوں کہ آپ نے تو کوشش ہی نہیں کی۔ ایک یہودی مارٹمر زکرمین نے یو ایس نیوز میگزین صرف اس لئے خریدا کہ اس کا ایک صفحہ وہ اپنی صیہونی سازشوں اور اسلام کے خلاف لکھنے کے لئے استعمال کرتا ہے اور اس کا اداریہ وہ خود لکھتا ہے، لیکن جب یہ میگزین فروخت ہو رہا تھا تو ہم نے تو اسے نہیں خریدا۔ ہم تو اتنا بھی نہیں کرتے کہ ”مدیر کے نام خطوط کے لیے مخصوص حصے میں ایک خط ہی لکھ دیں کہ جناب جو کچھ آپ شائع کر رہے ہیں وہ بالکل غلط ہے۔ ہمارا نقطۂ نظر بھی شائع کیا جائے۔ جب ڈیلی نیوز فروخت ہونے لگا تو یہ وہاں بھی پہنچ گیا اور جب نیو یارک پوسٹ فروخت ہونے لگا تو یہ وہاں بھی پہنچ گیا۔ ان تمام مواقع پر ایک بھی مسلمان نہیں آیا۔ پہلے ایک امریکی چینل کی اجارہ داری تھی۔ جب دوسرا نیوز چینل آیا تو لوگ کہتے تھے کہ یہ نہیں چل سکے گا، لیکن پانچ سال میں یہ چینل پہلے نمبر پر آ گیا۔ یہودی ذرائع ابلاغ کی اہمیت کو سمجھتے ہیں۔ ہم نہ تو اس کی

اہمیت کو سمجھے اور نہ ہی یہ سمجھے کہ ہم لوگ کرنا کیا چاہتے ہیں۔ امریکیوں کو یہ نہیں پتا کہ مسلمان حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بھی پیغمبر مانتے ہیں اور یہ لوگ بھی اسی خدا کو مانتے ہیں جس کو ہم مانتے ہیں۔ ہمارا مقصد تو یہ ہونا چاہئے کہ دنیا کو بتائیں کہ ہم کون ہیں اور ہمارا ان سے کوئی جھگڑا نہیں، بلکہ ان کی حکومت کی پالیسیوں سے اختلاف ہے۔ اگر ہم اس مقصد کو لے کر کام شروع کریں اور ہر شخص اپنا حصہ ڈالے، جس کو خط لکھنا آتا ہے وہ خط لکھے، جس کو اخبار میں مضامین لکھنا آتا ہے وہ اخبار میں لکھے اور جو اخبار خرید سکتا ہے وہ اخبار خریدے تو ہم یہ جنگ لڑ سکتے ہیں۔ امریکا کے ذرائع ابلاغ کی فہرست دیکھیں تو ابتدائی سو آدمیوں میں سے 70 یہودی ہیں۔ لوگ کہتے ہیں کہ یہ یہودیوں کی سازش ہے۔ میں کہتا ہوں کہ ہمیں گالم گلوچ کرنے کے بجائے ان سے کچھ سیکھنا چاہئے کہ ہٹلر کے دھتکارے ہوئے یہودی جب امریکا آئے تو امریکی انہیں پسند نہیں کرتے تھے اور عیسائی انہیں آج بھی دھتکارتے ہیں، لیکن انہوں نے کہا کہ ہم اس معاشرے کا حصہ بنیں گے اور عوامی رائے ہموار کرنے والے اداروں میں نام پیدا کریں گے۔ ہم نے آج تک یہ کام شروع نہیں کیا۔

س...... کیا اس کی وجہ یہ تو نہیں کہ ہم لوگ اپنے آپ کو کمزور سمجھتے ہیں اور سوچتے ہیں کہ اگر ہم نے مدیر کو کوئی خط لکھا تو ہمارے خلاف کوئی ادارہ تحقیقات نہ شروع کردے؟

ج...... بالکل! ہم لوگ یہ سوچتے ہیں کہ اگر یہ خط شائع نہ ہوا تو ہمارا وقت ضائع ہوگا۔ آپ اس چیز کو اپنا فرض سمجھیں کہ میں نے اسلام، پاکستان اور مسلمانوں کو دوسروں کے سامنے پیش کرنا ہے اور اس کی خاطر یہ میری انویسٹمنٹ ہے۔ ہمارے لوگوں کو دوسرا خوف یہ ہوتا ہے کہ اگر میرا خط شائع ہوگیا تو کہیں امیگریشن والے نہ آجائیں۔ میگریشن والے وہاں بھی ایسے ہی بیوروکریٹ ہیں جیسے کہ ہمارے ہاں ہیں، بلکہ بعض چیزوں میں وہ ہم سے بھی "آگے" ہیں۔ ان کے پاس اتنا وقت نہیں کہ وہ یہ دیکھیں کہ کس نے خط لکھا ہے۔ ہمیں انہیں یہ سمجھانا ہے کہ ہمارے عزیز امریکی ہم وطنو! ہم تمہارے خلاف نہیں ہیں۔ ہم سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر یہاں آئے ہیں، لہٰذا اس ملک کی تباہی کے عمل میں کیسے شریک ہوسکتے ہیں؟ ہمارا اختلاف صرف تمہاری حکومت کی پالیسیوں سے ہے۔ آؤ تم بھی ہمارے ساتھ مل کر ان کو سمجھاؤ۔ ہم یہ نہیں کہتے کہ یہودیوں کو سمندر میں پھینک دو، لیکن یہ ضرور کہتے ہیں کہ فلسطین اور مقبوضہ کشمیر میں قتل عام بند کراؤ اور چیچنیا میں دہشت گردی ختم کراؤ۔ ہم یہ کہتے ہیں کہ امریکا وہ ملک ہے جو دس سال تک اقوام متحدہ کے واجبات ادا نہیں کرتا، لیکن جب کسی مسلمان ملک پر بم باری کرنا ہوتی ہے تو اقوام متحدہ میں قرارداد منظور ہونے کے صرف آٹھ گھنٹے بعد امریکا نے عراق پر بم باری کردی۔ افغانستان میں جہاز لانے میں امریکیوں کو سات دن لگے، لیکن 54 سال سے امریکا فلسطین کے بارے میں قراردادوں کو ویٹو کررہا ہے اور 52/50 سال سے امریکا مسئلہ کشمیر کو نظرانداز کررہا ہے۔ اس صورت حال میں مسلمان کیا سمجھیں؟ ہم نے ان سے یہ پوچھنا ہے کہ اگر تم اپنے ساتھ یہ سلوک ہوتا دیکھو تو پھر تمہارا دل کیا کہے گا؟ لیکن ہم لوگ یہ نہیں کرتے اور اگر ہم اسی طرح سے بیٹھے رہے تو ہمارے ساتھ ایسا سلوک ہوتا رہے گا۔

س...... کیا آپ کے خیال میں وہاں مسلمانوں کی کوئی ایسی تنظیم ہے جو اس ضمن میں کوئی کردار ادا کرسکتی ہے؟

ج...... ہماری سب سے بڑی بدقسمتی یہ ہے کہ امریکا جیسے سپر پاور ملک میں صرف دو سیاسی جماعتیں ہیں۔ پاکستان میں شاید ڈیڑھ سو سیاسی جماعتیں ہوں گی۔ اسی طرح وہاں بھی ہماری بہت سی تنظیمیں ہیں۔ میرے خیال میں ایک شخص بروکلین یا لاس اینجلس سے خط لکھ کر ایک تنظیم سے زیادہ مؤثر ہوسکتا ہے۔ تنظیموں کے فوائد کے ساتھ نقصانات بھی ہوتے ہیں۔ اس مقصد کے لئے تمام مسلمانوں کو ایک گروپ کے طور پر اپنا آپ منوانا ہوگا۔ امریکا میں دس لاکھ یہودی ہیں۔ ان میں سے ہر یہودی اسرائیل کے لئے مرنے کو تیار ہے۔ وہ اسرائیل کو پیسے بھیجتا ہے اور ذرا سی بھی بات ان کے خلاف شائع ہوجائے تو وہ اخبار کو خط لکھتا ہے، چاہے وہ شائع ہو یا نہیں۔ انفرادی طور پر کام کرنا زیادہ ضروری ہے۔

س...... امریکا میں مقیم پاکستانی خاندانوں کے مسائل کے حوالے سے آپ کی رائے کیا ہے؟ کچھ لوگ اپنی بچیوں کی وجہ سے بھی واپس آجاتے ہیں؟

ج...... آپ اپنے وطن سے دور جا کر محنت کرتے ہیں اور ایک مقام بناتے ہیں اور پھر اپنی روایات پر عمل پیرا ہونے کے لئے سب کچھ چھوڑ کر اپنے ملک آجاتے ہیں۔ میں اس کے لیے انہیں داد بھی دوں گا، کیوں کہ جب بچے بڑے ہوتے ہیں تو وہ معاشرتی اقدار سے متاثر ہوتے ہیں اور خاص طور پر جن لوگوں کی بچیاں ہوں ان کو ایسے مسائل کا زیادہ سامنا کرنا پڑتا ہے، لیکن ایسے لوگوں کو چاہئے کہ وہ وطن واپس آکر بھی امریکا میں اپنے دوستوں سے رابطہ رکھیں اور پاکستان کے بارے میں مثبت رائے کے فروغ کے لیے اپنا اثر ورسوخ استعمال کرتے رہیں۔ اس طرح سے بھی وہ پاکستان کی خدمت کرسکتے ہیں، لیکن اگر واپس آکر کچھ نہیں کیا تو کوئی فائدہ نہیں۔ مدیر کے نام خط تو آپ یہاں سے بھی لکھ سکتے ہیں۔ اس وقت اگر آپ امریکا میں ٹی وی دیکھیں تو یہ نظر آتا ہے کہ اندرون پشاور ایک آدمی پستول بنا رہا ہے، ایک آدمی راکٹ لانچر لے کر پھر رہا ہے، ایک افغان مہاجر بیٹھا ہوا ہے اور چار آدمی امریکا کا جھنڈا جلا رہے ہیں۔ وہاں اس طرح پاکستان کو پیش کیا جارہا ہے۔ امریکا میں اسلام کا بہت غلط تصور پیش کیا جارہا ہے۔ ہمیں اس صورت حال کو بہتر بنانا ہے۔

س......وہاں پر بچوں کی شادیوں کے سلسلے میں کس طرح کے مسائل درپیش ہیں؟

ج......اس طرح کے مسائل اب پہلے سے کم ہیں، کیوں کہ پاکستانیوں کی تعداد بڑھتی جا رہی ہے اور ان کے معاشی حالات بھی بہتر ہو رہے ہیں۔ انٹرنیٹ سے بہت سے مسائل حل ہوئے ہیں۔ میری اپنی ویب سائٹ پر پاکستانی خاندانوں کے لئے رشتے موجود ہیں۔ آپ کو یاد ہوگا کہ پاکستان میں ای میل میں نے شروع کی تھی۔ میں نے امریکا جاتے ہی imran.com کے نام سے اپنی ایک ویب سائٹ بنائی اور روزنامہ جنگ کی ویب سائٹ بننے سے پہلے اس کی خبریں میری ویب سائٹ پر پیش ہوتی تھیں۔ اپنی ویب سائٹ پر میں نے ایک ڈیٹا بیس بنایا ہے کہ اگر آپ مسلمان یا پاکستانی ہیں تو آپ اس میں اپنی انٹری کر دیں۔

س......امریکا میں مسلمان کن کن شعبوں میں زیادہ تعداد میں ہیں؟

ج......اس سوال کے دو جواب ہیں۔ ایک مسلمانوں کے حوالے سے اور دوسرا پاکستانیوں کے حوالے سے۔ مسلمان طب سے لے کر گیس اسٹیشن تک اور انجینئرنگ سے لے کر ہالی ووڈ تک ہر شعبے میں موجود ہیں اور بہت سے ایرانی لوگ فلمی صنعت میں بھی ہیں۔ پاکستانی بھی تقریباً ہر شعبے میں ہیں۔ لیکن یہ تھوڑا سا مخصوص ہو جاتے ہیں مثلاً ڈاکٹرز اور انجینئرز بہت زیادہ ہیں اور خاص طور پر ڈاکٹروں کو داد دینی چاہئے کہ وہ یہاں رہتے ہوئے بھی اپنے ملک اور قوم کی ترقی کے لئے بہت کچھ کر رہے ہیں۔ مجموعی طور پر پاکستانیوں کی صورت حال دیگر مسلمانوں سے بہتر ہے۔

س......کیا مسلمان کمپیوٹر انڈسٹری میں بھی ہیں؟

ج......بالکل ہیں اور بہت سے ممالک کے لوگوں سے زیادہ تعداد میں ہیں، لیکن کمپیوٹر انڈسٹری کے ملازمین زیادہ ہیں، اس کے مالکان میں کم ہیں۔ بھارتی ہم سے آگے ہیں۔

س......پچھلے دنوں بھارت نے پروپیگنڈا کیا تھا کہ پاکستان میں گلی گلی میں آئی ٹی کے ادارے کھلے ہوئے ہیں اور یہ لوگ دو نمبر کی ڈگریاں لے کر امریکا آ گئے ہیں۔ اس سے وہاں کیا فرق پڑا؟

ج......کوئی خاص فرق نہیں پڑا۔ انجینئر تو چاہے امریکا کا ہو یا لاہور کا ایک ہی بات ہے۔ ایسا نہیں ہے کہ امریکا اور یورپ نے ایک ہزار آدمی بلائے ہوں اور ان میں سے دو سو فراڈ ہوں۔ وہاں پر زیادہ تر رواج یہ ہے کہ سافٹ ویئر کا کام باہر بھیجو۔ وہاں پر ایک انجینئر کو ایک لاکھ بیس ہزار ڈالر دیتے ہیں۔ یہی کام بھارت سے 30 ہزار ڈالر میں کرا لیا جاتا ہے۔ اس حوالے سے موجودہ اور سابق حکومتوں نے باتیں تو بہت کیں لیکن ہم دوسروں سے بیس سال پیچھے رہ گئے ہیں۔ ہمیں اس سلسلے میں کچھ کرنا چاہئے۔ سافٹ ویئر سسٹم کو آسان کریں اور مائیکرو سافٹ کا مقابلہ کریں اگر کوئی یہ کہے کہ یہ ممکن نہیں ہے تو میں یہ کہوں گا کہ ایک کمپنی ڈنمارک اور سویڈن میں بیٹھے ہوئے ایک لڑکے نے بنائی ہے جو بڑی کمپنیوں کا مقابلہ کر رہا ہے۔ لیکن بدقسمتی سے اس ضمن میں ہماری پالیسی بھیڑ چال کا شکار ہے کہ فلاں نے تو اتنا کر لیا ہے اب ہم کچھ نہیں کر سکتے۔ نہیں ہمیں یہ کہنا چاہئے کہ ہم وہ کام کر سکتے ہیں جو دوسرے دس سال تک نہ کر سکیں۔

س......آپ کے خیال میں امریکا میں اس وقت مسلمانوں کے لئے معاشی مواقع کن کن شعبوں میں ہیں؟

ج......امریکا میں صنعتی پالیسی نام کی کوئی چیز نہیں ہے۔ یہ فری مارکیٹ پالیسی ہے۔ جو چیز لوگ خریدتے ہیں وہ کامیاب ہے۔ بش خاندان اور امریکا کے نائب صدر بڑی بڑی آئل کمپنیوں میں حصے دار ان ہیں اور جہاں تک مجھے یاد ہے نائب صدر ڈک چینی نے پچھلے سال 14 ملین ڈالر انکم ٹیکس ادا کیا تھا۔ اس سے اندازہ لگائیں کہ ان کی آمدن کتنی ہوگی۔ یہی وجہ ہے کہ وہاں پر آج کل بڑی لے دے ہو رہی ہے کہ امریکا کی انرجی پالیسی صدر بش اور نائب صدر ڈک چینی نہیں بلکہ ان کے حامی اور آئل انڈسٹری کے لوگ بنا رہے ہیں اور اس وقت یہ دونوں حضرات اس مسئلے پر دفاعی پوزیشن میں ہیں۔

س......پھر پالیسی تو ہوئی نا؟

ج......کاروبار کو بہتر بنانے کے لئے حکومت کوئی پالیسی تو بنا سکتی ہے، لیکن یہ پالیسی نہیں بنا سکتی کہ ہم پٹرول کی راشن بندی کریں گے۔ حکومت یہ پالیسی بنا سکتی ہے کہ ہم مشرق وسطیٰ سے کم تیل لیں گے اور الاسکا میں تیل کے کنوؤں کی کھدائی کریں گے۔ بش کی پالیسی یہ ہے کہ تیل زیادہ ضروری ہے۔ سیاست دان ہر ملک میں اپنا اور اپنے دوستوں کا فائدہ سوچتے ہیں۔

س......ورلڈ ٹریڈ سینٹر پر حملے سے مسلمانوں کو سیاسی اور معاشی طور پر کیا نقصان پہنچا؟

ج......ورلڈ ٹریڈ سینٹر میں پوری دنیا کے لوگ کام کرتے تھے۔ کالے، گورے، مسلمان اور پاکستانی بھی تھے، اس کے علاوہ وہاں کی ورکنگ کلاس میں بہت

[illegible]

آٹھ ہزار مسلمان گرفتار ہوئے تو ظاہر ہے کہ ان میں پاکستانی بھی شامل تھے اور بہت سے غیر قانونی طور پر بھی مقیم تھے۔ وہاں دولاکھ 37 ہزار افراد غیر قانونی طور پر مقیم ہیں۔ ان میں سے 40/30 ہزار لوگ وہاں پکنک منانے تو نہیں آئے تھے، بلکہ کوئی لاہور میں اپنا مکان بنانے کے لئے پیسے بھیج رہا تھا، تو کوئی بہن کی شادی کے لئے پیسے بھیج رہا تھا۔ نہ صرف ان کو واپس بھجوانے کا عمل شروع ہوگیا ہے بلکہ نئے آنے والے لوگوں کے لیے بھی مشکلات پیدا ہوگئی ہیں۔ یہ کوئی نہیں سمجھ سکتا کہ یہ کام کرکے کس طرح سے مسلمانوں کی خدمت کی گئی ہے۔

س......امریکا میں بہت سے معاملات اس بات پر منحصر ہوتے ہیں کہ کون سا شخص یا گروپ کس پارٹی کو کتنا چندہ دے رہا ہے یا الیکشن میں اس نے کتنا چندہ دیا ہے۔ مسلمان اس کام میں پیچھے ہیں تو کیا اس وجہ سے بھی وہ متاثر ہورہے ہیں؟

ج...... بالکل متاثر ہوا ہے۔ دراصل یہودیوں کے پاس پیسا بہت ہے اور وہ چندہ دے کر اپنا اثر ورسوخ استعمال کرتے ہیں۔ لیکن اگر سو یہودی ڈاکٹر پیسا دیتے ہیں تو ایک عرب شیخ اس سے زیادہ پیسا دے سکتا ہے۔ ہم نہ صرف پیسا نہیں دیتے بلکہ اگر دیتے ہیں تو اتنا شور مچا کردیتے ہیں کہ یہ ایک ایشو بن جائے۔ ہمیں سوچنا چاہئے کہ کیا وجہ ہے کہ وہ ہم سے چندہ لینے میں جھجکتے ہیں۔

س......گیارہ ستمبر کے واقعے کے بعد فرانس کے صدر سمیت بہت سی اعلیٰ شخصیات وہاں گئیں لیکن مسلمانوں کے اہم رہنما اور سربراہان مملکت وہاں نہیں گئے۔ اس سے بھی کچھ فرق پڑا ہے؟

ج......جی ہاں۔ یہ بہت اہم سوال ہے۔ امریکی قوم سیاسی شعور کے بغیر ہے۔ وہ خبروں کی طرف کم اور تفریح کی طرف زیادہ ہے۔ لاہور میں مقیم میرا چوکی دار عام پڑھے لکھے امریکی سے زیادہ سیاسی شعور رکھتا ہے۔ مسلمان رہنماؤں کو وہاں جانا چاہئے تھا۔ اس کے علاوہ مسلمان عوام نے بھی دہشت گردی کی مذمت نہیں کی۔ دہشت گردی اور تحریک آزادی میں فرق ہے۔ آپ نے انہیں یہ فرق سمجھانا ہے۔

س......آپ نے کہا کہ ہمارا ووٹر بہت باشعور ہے تو پھر یہاں جمہوریت کیوں نہیں پنپ سکی؟

ج......اس لئے نہیں پنپ سکی کہ یہاں جمہوری اداروں کو چلنے نہیں دیا گیا۔ امریکا کو دیکھیں، جب بش منتخب ہوئے تو آدھا ملک انہیں صدر ماننے سے انکاری تھا، لیکن کسی نے یہ نہیں کہا کہ مارشل لا لگا دیں۔ ہم نے پاکستان میں کبھی کسی جمہوری تجربے کو کامیاب ہونے کا موقع ہی نہیں دیا۔

س......امریکا میں رہنے والا پاکستانی اپنے ملک اور امریکا کے لئے کیا کرسکتا ہے؟

ج......اس ضمن میں یہ ضروری ہے کہ کوئی پاکستانی پٹرول پمپ پر کام کرتا ہو یا ڈاکٹر ہو وہ اپنے آپ کو پاکستان کا حصہ سمجھے۔ ہم تقریریں تو بہت کرتے ہیں لیکن عملاً کچھ نہیں کرتے۔ سب سے پہلے تو یہ سوچنا چاہیے کہ میں پاکستان کے لئے کیا کرسکتا ہوں۔ اگر آپ وہاں سے سو ڈالر بھی بھیج دیں تو یہاں کی زندگی بدل سکتی ہے۔ وہاں آپ اپنی بیگم کے ساتھ ایک عام سے ہوٹل میں کھانا کھانے چلے جائیں تو سو ڈالر خرچ ہوجاتے ہیں۔ میں اپنی شاپنگ ہمیشہ پاکستان آکر کرتا ہوں۔ یہاں کسی کو سو ڈالر دے کر آپ بہت کچھ کرسکتے ہیں۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ یہاں ایسے اقدامات کئے جائیں جن سے ملک کا فائدہ ہو۔ مثلاً گیارہ ستمبر کے واقعہ کے بعد امریکا میں ایئرلائن کے کاروبار کو بہت نقصان پہنچا ہے اور بہت سی کمپنیوں نے چھوٹے جہاز خریدنا شروع کردیئے ہیں۔ اس وقت یہ ایک ایسی فیلڈ ہے جس میں ترقی کے بہت مواقع ہیں اور پاکستان میں بہت سے ایسے لوگ ہیں جنہیں اگر تھوڑی سی سہولتیں دی جائیں تو وہ بغیر کسی دقت کے چھوٹے جہاز بنا کر یورپی دنیا کو فروخت کرسکتے ہیں۔ لیکن ہمارے ہاں مسئلہ یہ ہے کہ آپ حکومت سے جہاز بنانے کی اجازت مانگیں گے تو کوئی آپ کو اجازت ہی نہیں دے گا بلکہ الٹا آپ کے دادا کے وقت کی فائلیں نکال کر آپ کے خلاف تحقیقات شروع ہوجائیں گی۔

پوری دنیا میں لوگ مقامی طور پر تیار کردہ مصنوعات کو ترجیح دیتے ہیں اور مقامی صنعت کو فروغ دینے کے لئے اقدامات کئے جاتے ہیں۔ ہمارے ہاں بھی اتنی صلاحیت موجود ہے کہ ہم چھوٹے طیارے بنا سکتے ہیں۔ اس کے لئے مختلف پرزے لاہور، کراچی، گوجرانوالہ اور گجرات میں بنائے جاسکتے ہیں۔ ہمارے ہاں ایئرٹیکنالوجی کی مہارت موجود ہے، مگر اس کے لئے لوگوں کے آگے آنے کی ضرورت ہے۔ دنیا کی بڑی فضائی کمپنی کی بنیاد دو افراد نے رکھی تھی۔ انہوں نے آج دنیا بھر میں اپنی شناخت بنالی ہے۔ اگر کوئی میرے یا کسی اور پاکستانی کے ساتھ مل کر کام کرتا ہے تو اس میں نہ صرف یہ کہ ان دونوں افراد کا فائدہ ہوتا ہے بلکہ ملک کا فائدہ بھی اسی میں ہے۔ امریکا کی معروف سلیکون ویلی ایک دن میں نہیں بن گئی تھی۔ یہاں پہلے ایک کمپنی بنی، اس کے بعد اس کمپنی سے نکل کر دو چار افراد نے ایک اور کمپنی کی بنیاد رکھی۔ اس طرح یہ سلسلہ چلتا رہا اور آج یہ سلیکون ویلی دنیا بھر میں مشہور ہے۔ پاکستان میں بھی اسی جذبے کی ضرورت ہے۔

س......11 ستمبر کے بعد کیا ایف بی آئی نے آپ سے بھی تفتیش کی؟

ج......میں ایک پائلٹ اور مسلمان ہوں۔ ایف بی آئی والے میرے گھر بھی آئے تھے۔ انہیں یہ پتا نہیں تھا کہ میں پائلٹ ہوں۔ وہ مجھ سے دیگر امور پر بات چیت کرنے کے لئے ملنا چاہتے تھے۔ ایک دن ایف بی آئی کے افسر کا میرے پاس فون آیا، اس نے بڑے نرم لہجے میں ملاقات کی خواہش کا اظہار کیا۔ گھر آکر اس نے کہا کہ مجھے شرم آرہی ہے کہ میں آپ کے پاس آیا ہوں، مگر یہ میری ڈیوٹی ہے۔ میں نے کہا کہ کوئی بات نہیں، فرض تو فرض ہے۔ اس نے مجھ سے مختلف موضوعات پر معلومات حاصل کیں۔ میں نے اسے بتایا کہ میں امریکا کی ان تمام پالیسیوں کے حق میں ہوں جو مسلمانوں کے حق میں ہیں، ہم یہ نہیں کہتے کہ اسرائیلیوں کو سمندر میں پھینک دو، ہم تو صرف یہ کہتے ہیں کہ فلسطینیوں کو بھی حقوق دو۔ دہشت گردی جہاں بھی ہوتی ہے ہم اس کے خلاف ہیں۔ امریکا میں رہنے والے ہم سب اب امریکی ہیں۔ ہم امریکا کے لئے کام کرتے ہیں، مگر ہمیں اپنے وطن سے بھی محبت ہے۔ میں نے اسے جب یہ بتایا کہ میں پائلٹ بھی ہوں تو وہ بہت حیران ہوا اور کہنے لگا کہ ہمیں تو پتا ہی نہیں تھا۔ میں نے کہا کہ مجھے یہ بات چھپانے کی ضرورت نہیں ہے۔ 11 ستمبر کے واقعے سے ہمارے لئے مشکلات پیدا ہوئی ہیں۔ اس افسر نے بتایا کہ بہت سے لوگ غلط اطلاع بھی دے دیتے ہیں، کیوں کہ اب وہ گھبرائے ہوئے ہیں۔ ایف بی آئی والوں کے پاس ایک سکھ کے خلاف فون آیا کہ وہ خطرناک آدمی ہے، اس کی تفتیش کرو، کیوں کہ وہ اچانک گھر سے نکل جاتا ہے۔ جب تفتیش ہوئی تو معلوم ہوا کہ وہ ڈاکٹر ہے اور آپریشن کرکے گھر آیا ہے۔

س......اب امریکیوں کے نقطۂ نظر میں جو تبدیلی آئی ہے؟ اس میں کیسے تبدیلی پیدا کی جاسکتی ہے؟

ج......امریکی کہتے ہیں کہ ہم آزادی پسند کرتے ہیں، اس لئے دہشت گرد ہمارے خلاف ہوگئے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ مسلمان کھل کر دہشت گردی کی مذمت نہیں کرتے، اس لئے وہ بھی دہشت گردوں کے ساتھ ہیں۔ میں نے انہیں بتایا ہے کہ ہم بھی دہشت گردی کا نشانہ بنتے ہیں صرف ایک دو فی صد لوگ ہوں گے جو امریکا کے خلاف ہوں گے، لیکن باقی 98 فی صد کو بھی مخالف سمجھ لیا جاتا ہے۔ میں انہیں بتاتا ہوں کہ مسلمان یہودیوں سے زیادہ عیسائیوں کے قریب ہیں۔ وہ حضرت عیسیٰؑ کو نبی مانتے ہیں۔ وہ حضرت بی بی مریمؑ کو بھی مانتے ہیں۔ ہماری مقدس کتاب قرآن مجید میں بھی ان کا ذکر موجود ہے، جب کہ یہودیوں نے حضرت عیسیٰؑ کو مصلوب کیا تھا۔ ہندو بھی حضرت عیسیٰؑ کو نبی نہیں مانتے۔ عقائد کے اعتبار سے عیسائی مسلمانوں کے زیادہ قریب ہیں، جب کہ یہودیوں نے تو حضرت عیسیٰؑ کو مصلوب کیا تھا۔ وہ یہ باتیں سن کر بہت حیران ہوتے ہیں۔ اکثریت کو یہ پتا ہی نہیں ہوتا کہ مسلمان حضرت عیسیٰؑ اور حضرت مریمؑ پر بھی ایمان رکھتے ہیں اور حضرت عیسیٰؑ پر ایمان لائے بغیر ان کا ایمان مکمل نہیں ہوتا۔ عام امریکی یہ سن کر افسوس کرتے ہیں کہ مسلمانوں کے ساتھ غلط سلوک ہو رہا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ ان کی حکومت نے ان کے ساتھ غلط سلوک کیا ہے۔ 80 فی صد امریکیوں کو پتا ہی نہیں ہے کہ جس خدا کو ہم مانتے ہیں عیسائی بھی اسی خدا کو مانتے ہیں اور ہم دونوں کا خدا ایک ہے۔ جب کسی امریکی فلم میں حضرت عیسیٰؑ کی شخصیت کو پیش کیا جاتا ہے تو اس پر امریکا میں تو احتجاج نہیں ہوتا، مگر پاکستان میں اس پر احتجاج ہوتا ہے۔ مسلمان حضرت عیسیٰؑ کی شان میں گستاخی کو پسند نہیں کرتے۔ عام امریکی شہری کو سیاست اور عالمی تعلقات کا بھی زیادہ علم نہیں ہوتا۔ انہیں یہ سب کچھ بتانے کی ضرورت ہوتی ہے۔ چند سال قبل ایک سروے ہوا تھا، اس میں 87 فی صد طلبہ یہ نہیں بتا سکے کہ برطانیہ کہاں واقع ہے۔ اس صورت حال میں ہمیں انہیں بہت کچھ بتانے کی ضرورت ہے۔ بیرون ملک مقیم ہر پاکستانی ایک سفیر ہے۔ خواہ وہ ہسپتال میں کام کرتا ہے یا پٹرول پمپ پر، انجینئر ہے یا کسی اسٹور پر کام کرتا ہے، اسے امریکیوں کو اپنے ملک کے بارے میں بتانے کی ضرورت ہے۔